OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 4, Issue 1 (January-March 2021)

مصنوعی طریقہ ہائے تولید کی شرعی حیثیت: ایک تحقیقی مطالعہ

A Research Study of the *Sharīʻah* Status of Artificial Insemination

Dr. Fareed Ud Din Tariq

Assistant Professor of Islamic Studies, The University of Azad Jammu & Kashmir, Muzaffarabad, AJ&K

Dr. Aijaz Ali Khoso

Assistant Professor, University of Sufism & Modern Sciences, Bhit Shah, Sindh

Abstract

This article studies the *Sharīʻah* status of artificial insemination. It finds that aaccording to Islamic law, artificial insemination can only be allowed with the sperm of the husband. Similarly, the wife's ovum can be fertilized with the sperm of the husband in the test tube. Similarly, one of the different methods of acting motherhood is that a man has two wives. One wife's egg is taken and fertilized by the husband's sperm and brought up in the womb of the other wife. *Sharīʻah* allows this inevitably. But Islam outlaws all other methods of artificial insemination. If a woman is deprived of an ovum or uterus, the husband has the right to separate from her, and if the husband is impotent wife has the right to separate from him, but if the two have such a deep emotional relationship, that they cannot separate themselves from each other, they can adopt a child.

Keywords: Artificial insemination, Quran, *Ḥadiṭh*

تمہید

بیسویں صدی عیسوی میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے تمام میدانوں میں حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے۔ نت نئے انکشافات اور ایجادات نے انسانی زندگی کو بہت متاثر کیا ہے۔ اس دور میں جہاں ایک طرف ایٹمی اور نیوکلیائی مہلک ہتھیاروں کی ایجادات نے انسانیت کو

CC BY

تباہی کے دہانے پر کھڑا کر دیا ہے، وہیں دوسری طرف بے شمار مفید ایجادات نے انسانی زندگی کے لیے بیش بہا سہولتیں پیدا کر دی ہیں اور پوری دنیا سمٹ کر ایک گاؤں کے مثل ہو گئی ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی یہ محیر العقول کامیابیاں مغرب میں ہوئی ہیں۔ مغرب نے یہ ترقی اپنے مذہب بے زاری کے نتیجہ میں اخلاق اور اقدار کی پابندیوں سے آزاد ہو کر حاصل کی ہے۔ چنانچہ بعض ایجادات کے نتیجہ میں انسانی اور اخلاقی قدریں بری طرح پامال ہوئی ہیں اور بہت سے مسائل کھڑے ہو گئے ہیں یہاں تک کہ خود مغرب میں ایک طبقہ ان بے اعتدالیوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے لگا ہے۔ سائنسی ایجادات کا ایک بہت بڑا میدان تولیدی حیاتیات (Reproductive Biology) سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میدان میں مغرب نے بہت ترقی کی ہے اور حیرت انگیز ایجادات ہوئی ہیں۔ مثلاً منع حمل کے لیے کنڈومس، جیلیز، فومس، پلس، کریم، نس بندی، گرہ بندی اور دیگر طریقے ایجاد کر لیے گئے ہیں۔ اندرون رحم جین کی جنس یا خلقی بدہیئتی کا پتہ لگانے والے آلات کی ایجاد کے بعد اسقاط حمل میں اضافہ ہو گیا ہے۔ جنسی اعضاء کسی نقص کی بنا پر طبعی تولید میں رکاوٹ کو مختلف طریقوں اور تدابیر سے دور کر لیا گیا ہے۔ مغرب میں ان تمام انکشافات سے بلا روک ٹوک فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ لیکن کیا یہ تمام طریقے اسلام کے نزدیک قابل قبول ہیں؟ آئندہ سطور میں مغرب میں ایجاد ہونے والے مصنوعی طریقہ ہائے تولید کا شریعتِ اسلامی کی روشنی میں جائزہ لینا مقصود ہے۔ دورِ جدید میں یہ موضوع انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ مصنوعی طریقہ ہائے تولید کے حوالے سے اسلامی شریعت کے تناظر میں یہ تحقیق اور وضاحت کی جائے کہ اسلام کس حد تک اس کی اجازت دیتا ہے اور کون سے طریقہ ہائے تولید شریعت کی تعلیمات سے متصادم ہیں اور اسلام ان کی اجازت نہیں دیتا اور ان کے منفی معاشرتی اثرات کیا ہیں۔ اس موضوع پر تحقیق کے حوالے سے پاکستان میں کوئی منظم تحقیقی کوشش نہیں کی گئی ہے، مصنوعی تولید کے مختلف طریقوں کے حوالے سے انگریزی زبان میں تعارفی تحریریں موجود ہیں، اسی طرح ہندستان کے بعض تحقیقی مجلات اور کتب میں اس کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں لکھا گیا ہے، جن کا حوالہ اس مقالے میں بھی دیا گیا ہے۔ لیکن بیک وقت اس موضوع کی مختلف صورتوں اور مصنوعی طریقہ ہائے تولید کا اسلامی تناظر میں وضاحت جس میں اس موضوع سے متعلق مغربی فکر کا اسلامی تناظر میں تحقیقی جائزہ لیا گیا ہو، موجود نہیں ہے۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر اس مسئلے کو موضوعِ تحقیق بنایا ہے۔ پاکستان میں خصوصاً اردو زبان میں اس تحقیقی کام کو اپنی نوعیت کا منفرد کام کہا جا سکتا ہے، البتہ ہر تحقیقی کام میں بہتری کی گنجائش ہمیشہ باقی رہتی ہے۔ اس مقالے میں مغرب میں رائج مختلف مصنوعی طریقہ ہائے تولید کا شریعت اسلامی کے تناظر میں تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے۔ اور اس کے لیے تحقیقی اور تجزیاتی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

فطری طریقہ تولید

انسان کی تخلیق مرد و عورت کے جنسی اتصال سے ہوتی ہے اس میں دونوں کے نطفے شامل ہوتے ہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے کہ: اِنَّا خَلَقنَا الاِنسَانَ مِن نُّطفَةٍ اَمشَاجٍ نَّبتَلِيهِ فَجَعَلنٰهُ سَمِيعًا بَصِيرًا۔[1] "ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا اور پھر اسے دیکھنے اور سننے والا بنایا۔" ایک مرتبہ خارج ہونے والے مرد کے نطفے میں حیوانات منویہ موجود ہوتے ہیں لیکن ان میں صرف ایک کا اتصال عورت کے بیضہ سے ہو پاتا ہے۔ عورت کے خصیۃ الرحم (Ovaries) میں تقریباً پانچ لاکھ غیر پختہ بیضے ہوتے ہیں۔ مگر ان میں سے چار سو پوری عمر میں پختہ ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ہر ماہ خصیۃ الرحم (Ovaries) کے حویصلہ یعنی کیسہ بیضہ (Gratian follicle) سے ایک یا ایک سے زائد بیضہ کا اخراج (Ovulation) ہوتا ہے۔ قاذفین

(Fallopian tubes) کے سروں پر کچھ زوائد (Fimbriae) ہوتے ہیں جن کی وجہ سے خارج شدہ بیضہ قاذف میں آجاتا ہے اور اس کی باہری تہائی حصہ میں مرد کے نطفہ اور بیضہ کا اتصال اور امتزاج ہوتا ہے اور عمل بارآوری (Fertilization) انجام پاتا ہے یہ بارآور بیضہ بہت سے خلیوں میں تقسیم ہوتا ہے، اور مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد قاذف سے اتر کر رحم میں داخل ہو جاتا ہے اور بارآوری کے چھٹے دن مستنبطن الرحم (Endometrium) میں چپک جاتا ہے پھر نشو نما پاتے ہوئے جنین کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔[2]

فطری طریقہ تولید میں نقائص کی صورت

جنسی اعضاء میں سے کسی عضو میں کوئی نقص ہو تو بارآوری اور تولید کا عمل انجام نہیں پا سکتا۔ یہ نقص مرد میں بھی ہو سکتا ہے اور عورت میں بھی۔ مرد میں نقص کے مختلف اسباب ہیں:

1. قوت مردی میں کمی کی وجہ سے وہ مجامعت پر قادر نہ ہو۔
2. مادہ تولید میں حیوانات منویہ کا تناسب کم اور ان کی حرکت کم زور ہو۔
3. مادہ تولید کو خصیوں سے عضو تناسل تک لانے والی رگیں مسدود ہو گئی ہوں۔
4. خصیے بے کار ہوں یا اوپر چڑھے ہوئے ہوں۔

اسی طرح عورت میں بھی نقص کی متعدد صورتیں ہیں۔

خصیۃ الرحم (Ovaries) میں کسی نقص کے سبب اس سے بیضہ کا اخراج ممکن نہ ہو۔

قاذفین پیدائشی طور پر موجود نہ ہوں یا مسدود ہو گئے ہوں۔

عورت پیدائشی طور پر رحم سے محروم ہو یا کسی مرض کے سبب اس میں بارآور بیضہ کا استقرار ممکن نہ ہو۔

مصنوعی طریقہ ہائے تولید سے استفادہ، اسلامی نقطۂ نظر

علاج معالجہ اور تولیدی ٹیکنالوجی میں غیر معمولی ترقی کے سبب بہت سے امراض و نقائص کا علاج ممکن ہو گیا ہے۔ اور تولید کے بہت سے مصنوعی طریقے ایجاد کر لیے گئے ہیں۔ غور طلب امر یہ ہے کہ یہ طریقے اسلامی اقدار سے کہاں تک ہم آہنگ ہیں اور کس کس مقام پر متصادم ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۔ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَن يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَن يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ، اَوْيُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ يَجعَلُ مَن يَّشَآءُ عَقِيمًا ۔ اِنَّهٗ عَلِيمٌ قَدِيرٌ۔[3] "اللہ زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے، جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے"۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی مرد یا عورت کا طبعی طور پر تولیدی صلاحیت سے محروم رہنا تقدیر الٰہی پر مبنی ہے۔ پھر کیا اس تقدیر پر راضی برضا نہ رہنا اور تولید کے لیے مصنوعی طریقے اختیار کرنا اس پر ایمان کے منافی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بانجھ پن ایک مرض ہے اور جائز حدود میں رہتے ہوئے ازالہ مرض کی تدابیر اختیار کرنا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ ایک حدیث میں حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ بدووں نے خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ اگر ہم بیمار ہوں تو علاج کروانا چاہیے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: یا عباد الله تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلاَّ وَضَعَ لَهُ دَوَاءً[4] "ہاں اللہ کے بندو علاج کرو اس لیے کہ اللہ نے ہر مرض کا علاج رکھا ہے۔" ایک دوسری حدیث میں

حضرت ابی خزامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ: اللہ تعالیٰ نے جو تقدیر میں لکھ دیا ہے کیا وہ علاج معالجہ سے بدل سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ھی من قدر اللہ۔ یعنی علاج معالجہ کرنا بھی اللہ کی تقدیر سے ہے۔[5] اولاد کی خواہش انسان کی فطرت میں ودیعت کی گئی ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ البَنِينَ وَ القَنَاطِيرِ المُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الفِضَّةِ وَ الخَيلِ المُسَوَّمَةِ وَ الاَنعَامِ وَ الحَرثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الحَيٰوةِ الدُّنيَا ۚ وَ اللّٰهُ عِندَهٗ حُسنُ المَاٰبِ۔[6]

لوگوں کے لیے مرغوبات نفس، عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوش آئند بنادی گئی ہیں، مگر یہ سب دنیا کی چندروزہ زندگی کے سامان ہیں حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے، وہ تو اللہ کے پاس ہے۔

اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں:

اَلمَالُ وَ البَنُونَ زِينَةُ الحَيٰوةِ الدُّنيَا ۔ وَ البٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيرٌ اَمَلًا۔[7]

یہ مال اور یہ اولاد محض دُنیوی زندگی کی ایک ہنگامی آرائش ہے اصل میں تو باقی رہ جانے والی نیکیاں ہی تیرے رب کے نزدیک نتیجے کے لحاظ سے بہتر ہیں اور اُنہی سے اچھی اُمّیدیں وابستہ کی جاسکتی ہیں۔

بندوں پر اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے انہیں اولاد سے نوازا ہے:

ثُمَّ رَدَدنَا لَكُمُ الكَرَّةَ عَلَيهِم وَ اَمدَدنٰكُم بِاَموَالٍ وَّ بَنِينَ وَ جَعَلنٰكُم اَكثَرَ نَفِيرًا۔[8]

اِس کے بعد ہم نے تمہیں اُن پر غلبے کا موقع دے دیا اور تمہیں مال اور اولاد سے مدد دی اور تمہاری تعداد پہلے سے بڑھادی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد حاصل کرنے کی خواہش انسان کی فطری خواہش ہے اور اس کی تکمیل کی راہ میں اگر کوئی رکاوٹ ہو تو اسے دور کرنے کے لیے شرعی حدود میں مصنوعی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں۔

مصنوعی طریقہ ہائے تولید

مصنوعی بارآور (Artificial Insemination)

اس طریقہ میں مرد کا نطفہ ایک ایسی سرنج میں لیا جاتا ہے جو ایک پتلے ٹیوب (Catheter) سے منسلک ہوتی ہے۔ یہ ٹیوب پوری احتیاط کے ساتھ قناۃ عنق الرحم (Cervical Canal) میں داخل کر دیا جاتا ہے اس طرح نطفہ کو آہستگی کے ساتھ رحم میں پہنچا دیا جاتا ہے جہاں عورت کا بیضہ اس سے مل کر بار آور ہوتا ہے۔ یہ طریقہ اس صورت میں اختیار کیا جاتا ہے جب مرد قوت مردی میں کمی کے باعث مجامعت پر قادر نہ ہو، لیکن اس کا مادہ تولید حیاتیاتی اعتبار سے صحت مند ہو اور اس میں تولیدی صلاحیت موجود ہو۔ مادہ تولید جلق (Masturbation) کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے۔ اس تیکنیک کا اولین کامیاب تجربہ 1970 میں کیا گیا جب دو لاکھ امریکی عورتیں اس طریقہ سے حاملہ کی گئیں۔[9]

ٹیسٹ ٹیوب میں بارآوری

مصنوعی تولید کا ایک دوسرا طریقہ ٹیسٹ ٹیوب میں بارآوری (In vitro fertilization) ہے۔ اس کی ضرورت اس صورت میں پڑتی ہے جب عورت میں قاذفین سرے سے موجود نہ ہوں یا کسی وجہ سے مسدود ہو گئے ہوں۔ اس بنا پر مرد کے نطفہ سے عورت کے بیضہ کا اتصال اور بارآوری، پھر رحم میں اس کی تنصیب نہیں ہو پاتی۔ اس طریقہ میں عورت کا بیضہ اور مرد کا نطفہ حاصل کر کے دونوں کو ایک ٹیسٹ ٹیوب میں بارآور کیا جاتا ہے پھر ایک متعین مدد کے کے بعد اس بارآور بیضہ کو عورت کے رحم میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔

عورت کا بیضہ حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے بیضوں کو پختہ کرنے کے لیے عورت کو تولیدی ہارمون (Reproductive Hormone) دیے جاتے ہیں۔ پھر زیر ناف ایک چھوٹا سا شگاف دے کر (Laparoscope) نامی ایک آلہ اندر داخل کر کے خیصۃ الرحم کا معائنہ کیا جاتا ہے جب پختہ بیضے خصیۃ الرحم کے حویصلہ (Ovarian follicle) سے نکلنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان کی دیواروں میں سوراخ کر کے ایک بادکش آلہ (Vacuum Aspirator) کے ذریعے بیضوں کو نکال لیا جاتا ہے پھر انہیں ایک غذائی محلول (Solution Nutrient) میں منتقل کر کے اسی میں مرد کے نطفہ کو شامل کر دیا جاتا ہے۔ اس بارآور بیضے کو ایک دوسرے غذائی محلول میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ جہاں خلیوں میں اس کی تقسیم کا عمل شروع ہوتا ہے اور ادھر عورت کو ہارمون کی انجکشن دیے جاتے ہیں تاکہ اس کا رحم بارآور بیضے کو قبول کرنے کے لیے تیار ہو سکے۔ آخر میں اس بارآور بیضہ کو پلاسٹک ٹیوب (Cannula) کے ذریعے عنق رحم (Cervix) کی راہ سے رحم میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ جہاں وہ رحم کی دیوار میں نصب ہو جاتا ہے۔ اور معمول کے مطابق جنین کی نشو نما ہونے لگتی ہے۔[10]

تولید کی مذکورہ بالا دونوں مصنوعی طریقوں کو اختیار کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ بارآوری شوہر کے نطفہ سے ہو دوسرا یہ کہ کسی غیر مرد کے نطفہ سے ہو۔ دونوں کی الگ الگ وضاحت کی جاتی ہے۔

(الف) شوہر کے نطفہ سے بارآوری

اگر مذکورہ بالا دونوں طریقوں میں بارآوری کا عمل شوہر کے نطفہ سے انجام پا رہا ہو تو کیا اسلامی شریعت کی رو سے انہیں اختیار کیا جا سکتا ہے؟ شریعت میں بظاہر ایسا حکم تو نہیں ہے جس سے یہ عمل ممنوع قرار پاتا ہو، اسلام نے نکاح کو مرد اور عورت کے درمیان اختلاط کا واحد ذریعہ قرار دیا ہے۔ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے بعد ان کے نطفوں کی آمیزش سے تولید کی مصنوعی کوشش میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ان طریقوں کی انجام دہی میں اگرچہ بعض ایسے کام کرنے پڑتے ہیں جو عام حالات میں جائز ہیں مثلاً جلق کے ذریعہ نطفہ کا اخراج اور بے ستری وغیرہ لیکن استقرار حمل کی اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہ ہو اولاد کی خواہش ہو تو ضرور اس کی اجازت دی جا سکتی ہے۔

اصولی طور پر فقہاء اس جواز کے قائل ہیں لیکن بعض فقہا اس کے ساتھ کچھ ایسی شرائط عائد کر دیتے ہیں کہ اجازت حرمت میں بدل جاتی ہے۔ مثلاً: مولانا برہان الدین سنبھلی فرماتے ہیں کہ: "اگر زوجین کے علاوہ کسی اور کے سامنے دونوں یا ان میں سے کسی ایک کی بھی شرم گاہ نہ کھلے اور مادہ کے اخراج نیز رحم میں داخل کرنے کرنے کا ایسا طریقہ اختیار کیا جانا اگر ممکن ہو جس میں شرعی قباعتیں نہ ہوں تو اصولاً یہ عمل حرام نہ ہو گا۔"[11] آگے فرماتے ہیں: "اگر شوہر عزل کے طریقے سے اپنا مادہ اکٹھا کرے اور خود ہی کسی ٹلکی (یا انجیکشن سے) اپنی بیوی کے رحم میں داخل کر دے تو یہ شکل جائز ہو گی، مگر جماع پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں عزل کے طریقہ سے مادہ تولید کا اخراج ممکن نہ ہو تو کیا جلق کے طریقہ سے اخراج کی اجازت ہو گی؟ احقر کے نزدیک

اس کا جواب نفی میں ہے کیوں کہ محض اولاد کی خواہش اور اس کی موہوم امید میں متفق علیہ طور پر ممنوع فعل کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔"[12] لیکن اس کے ساتھ یہ وضاحت فرماتے ہیں کہ: "اگر اس کے ذریعہ بچہ کے پیدا ہونے کا قوی امکان ہو تو جائز ہو گا اور جلق کی ممانعت کی وجہ (ضیائع نطفہ) مرتفع ہو جائے گی۔ کیوں کہ یہاں نطفہ کا ضیاع نہیں بلکہ اسے کارآمد بنایا گیا ہے، اس غرض کے لیے جلق ممنوع نہ ہو گا۔ لیکن اگر شوہر کے مادہ کا بیوی کے مادہ سے ملاپ اس طور پر ہو کہ دونوں میں کسی کو بھی کسی اور کے سامنے ننگا نہ ہونا پڑتا ہو (نیز اس کے علاوہ بھی کوئی اور خلاف شرع کام نہ کرنا پڑتا ہو) تو یہ عمل ناجائز نہ ہو گا"[13]

اس کے مقابلے میں بعض فقہا اس طرح کی کوئی قید نہیں لگاتے ہیں مثلاً مولانا خالد سیف اللہ رحمانی فرماتے ہیں کہ: "گو ان صورتوں میں شوہر کے لیے جلق عورت کے لیے دایہ کے سامنے بے ستری اور ایک گونہ استقرار حمل کے لیے غیر فطری طریق کے استعمال کی نوبت آتی ہے لیکن اگر طبعی اعتبار سے عورت استقرار حمل کی صلاحیت نہ رکھتی ہو اور حصول اولاد کا شدید داعیہ ہو تو اس کی اجازت دی جاسکتی ہے کہ یہ ایک طریقہ علاج ہے اور شریعت میں علاج کے باب میں ان امور میں نرم روی کی گنجائش موجود ہے۔

(ب) غیر مرد کے نطفے سے بارآوری

اگر شوہر مکمل نامرد ہو یا اس کا نطفہ انجاب تولید صلاحیت سے محروم ہو تو عورت کو بارآور کرنے کے لیے کسی دوسرے شخص کا نطفہ استعمال کیا جاتا ہے۔ مغرب میں اس طریقہ کا تیزی سے استعمال ہو رہا ہے اور اس کے لیے مادہ تولید کے بینک (Sperm Banks) قائم کیے گئے ہیں جی۔ جے ایناس (1979ء) لکھتی ہیں: "امریکہ میں وہ ایسے کمرشیل اسپرم بینک ہیں جو ہر مادہ دو سو سے زائد فرمائشوں کی تعمیل کرتے ہیں۔۔۔ مغرب میں سالانہ چھ ہزار سے دس ہزار افراد کے لیے نطفہ معطی کے ذریعہ مصنوعی تخم ریزی ہوتی ہے۔ تولیدی نقائص کے حامل شوہروں اور غیر شادی شدہ عورتوں دونوں میں اس طریقہ کا کا استعمال بڑھ رہا ہے۔"[14]

مغرب میں اسپرم بینک کا تصور کس طرح رواج پا رہا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ 1980ء میں اسکینڈیڈو، کیلی فورنیا میں ایک مرکز (Repository for Germinal Choice) کے نام سے قائم کیا گیا تھا، یعنی عمدہ نطفہ کا مخزن، اس مرکز کا دعویٰ تھا کہ وہ نوبل انعام یافتہ افراد سے ان کے نطفے حاصل کر کے انہیں محفوظ کرتا اور اعلیٰ ذہانت کی حامل عورتوں کو مصنوعی بارآوری کے لیے پیش کرتا ہے جن کے شوہر تولیدی صلاحیتوں سے محروم ہوں۔ 1999ء میں یہ مرکز اس کی بانی کی وفات کے بعد بند ہو گیا۔[15] یہ طریقہ شریعت اسلامی میں جائز نہیں ہے۔ حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْقِيَ مَائَ هُ زَرْعَ غَيْرِهِ۔[16] "

کسی شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنے مادہ تولید سے کسی دوسرے کے کھیت (یعنی غیر عورت) کو سیراب کرے۔"

اسی بنا پر فقہاء نے بھی اس کی حرمت کی صراحت کی ہے، دور حاضر میں عالم اسلام کے مستند عالم، فقیہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی فرماتے ہیں:

اسلام نے نسب کے تحفظ کا سامان کر کے اور تبنیت کو حرام قرار دے کر خاندان کو غلط عناصر سے پاک رکھنا چاہا ہے، اس کے پیش نظر حمل ٹھہرانے کا مصنوعی طریقہ حرام قرار پاتا ہے، جبکہ حمل شوہر کے نطفہ کے علاوہ کسی اور نطفہ سے ٹھہرایا جائے۔[17]

مولانا برہان الدین سنبھلی نے لکھا ہے:

شوہر کے علاوہ کسی اور کا مادہ منویہ ملانا یا اجنبی عورت کے رحم میں پہنچانا قطعاً حرام ہے، خواہ براہ راست رحم کے اندر پہلے ہی مرحلے میں پہنچا دیا جائے یا ٹیسٹ ٹیوب میں دونوں کا مادہ اکٹھا کر کے اور نشو ونما دے کر پہنچایا جائے۔ دونوں ہی شکلیں حرام ہیں۔[18]

اسپرم بینک میں شوہر کا نطفہ

مغرب میں مادہ تولید کو طویل عرصہ تک محفوظ رکھنے کے لیے بڑے بڑے مراکز (Sperm Banks) قائم ہو گئے ہیں۔ ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی شخص کے مادہ تولید، کو جو بینک میں جمع ہو اس کی وفات کے بعد اس کی بیوی کو حاملہ کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے؟ اسلامی شریعت کی رو سے یہ ناجائز ہو گا کیوں کہ موت اس معنی میں رشتہ ازدواج کو کالعدم کر دیتی ہے کہ عورت عدت پورے ہونے کے بعد کسی مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ لہٰذا شوہر کی موت کے بعد اس کے محفوظ نطفے سے اس کی بیوی کو حاملہ کرنا بھی ایک ناجائز فعل ہو گا۔

انتقال بیضہ

ایک صورت یہ کہ کسی نقص کے سبب عورت کے خصیۃ الرحم سے بیضہ خارج نہیں ہو پاتا لیکن اس کا رحم بالکل ٹھیک اور استقرار حمل کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس صورت میں ایک دوسری عورت کا بیضہ بیوی کے رحم میں منتقل کیا جاتا ہے، یا شوہر کے مادہ تولید سے دوسری عورت کا بیضہ اسی کے رحم میں بارآور کر کے یا دونون کو ٹیسٹ ٹیوب میں بارآور کر کے اس بارآور بیضہ کی تنصیب بیوی کے رحم میں کر دی جاتی ہے۔

اسلامی شریعت کی رو سے اس کے جواز کی بھی کوئی صورت نہیں ہے اس لیے کہ ایسے مرد عورت جن کے درمیان رشتہ ازدواج نہ ہو ان کے مادوں کا کسی صورت میں اختلاط جائز نہیں۔

قائم مقام مادریت (Surrogacy)

مغرب میں اولاد حاصل کرنے کے لیے ایک طریقہ بہت تیزی سے ترقی کر رہا ہے جسے قائم مقام مادریت کہتے ہیں، اس کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ شوہر نطفہ اور بیوی بیضہ فراہم کر سکتی ہو، لیکن بیوی رحم کے کسی مرض کی وجہ سے حامل نہ ہو سکتی ہو، یا ہونا نہ چاہتی ہو۔ لہٰذا زوجین کسی دوسری عورت کے رحم کو کرائے پر لے لیتے ہیں۔ ٹیسٹ ٹیوب میں دونوں کے مادوں کا ملاپ کر کے حاصل شدہ جنین کو اس عورت کے رحم میں منتقل کر دیا جاتا ہے اور ولادت کے بعد اس بچہ کو زوجین کے حوالہ کر دیا جاتا ہے۔ دوسری صورت یہ کہ بیوی سے بیضہ بھی حاصل نہ ہو سکتا ہو۔ اس صورت میں شادی شدہ جوڑا اولاد کے لیے کسی دوسری عورت کی خدمات حاصل کرتا ہے تا کہ شوہر کا نطفہ اس کے بیضہ سے مل کر بصورت جنین اس کے رحم میں پرورش پائے۔[19]

قائم مقام مادریت کی صورت میں بچہ کی دو مائیں ہو جاتی ہیں: ایک قانونی ماں جو اسے حاصل کرنے کے لیے دوسری عورت سے معائدہ کرتی ہے۔ اور دوسری حیاتیاتی ماں جو اپنے رحم میں اس کی پرورش کرتی ہے۔ اور یہ کام رضاکارانہ طور پر یا کچھ مال کے

عوض انجام دیتی ہے۔ امریکہ میں اس معاہدہ کے تحت قائم مقام ماں دس ہزار ڈالر تک معاوضہ لیتی ہے۔ یہ طریقہ مغرب میں کافی رواج پا رہا ہے، امریکہ کی کچھ ریاستوں میں اس کو قانونی حیثیت حاصل ہے۔[20] اسلامی شریعت کی رو سے یہ طریقہ نا قابل قبول اور زنا کے مترادف ہے، اس لیے کہ اس کے نزدیک استقرار حمل نکاح کے نتیجہ میں ہونا چاہیے۔ اسلام کسی ایسے تصور مادریت کی توثیق نہیں کرتا جو دو الگ الگ حیاتیاتی اور قانونی حصوں میں تقسیم ہو۔ اس کی نظر میں ایک ہی ماں حیاتیاتی اور قانونی دونوں حیثیتوں کا مظہر ہوتی ہے۔ قائم مقام مادریت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہوں ایک بیوی کا بیضہ لے کر شوہر کے نطفہ سے اسے بارآور کرکے اس کی پرورش دوسری بیوی کے رحم میں کی جائے کیا اسلامی شریعت اس کی اجازت دیتی ہے؟ دور حاضر کے علماء اس کا جواب اثبات میں دیتے ہیں: مولانا برہان الدین سنبھلی فرماتے ہیں کہ: "بیضہ جس عورت سے لیا گیا اگر وہ بھی بیوی ہو اس مرد کی جس کے نطفہ سے مخلوط کیا گیا ہے اور پھر یہ مرکب جس عورت کے جسم میں داخل کیا گیا ہے وہ بھی اس مرد کی بیوی ہو تو جواز کا امکان ہے ورنہ نہیں۔"[21] مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے جواز کی جو صورتیں بتائی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے: "شوہر اور اس کی ایک بیوی کا مادہ حاصل کیا جائے اور اس کے آمیزے کو اسی شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں منتقل کر دیا جائے اس لیے کہ اس کی پہلی بیوی زچگی کی متحمل نہ ہو یا طبی اسباب کی بنا پر تولید کی اہل نہ ہو۔"[22] اس صورت میں اس بچے کی ماں کون ہو گی؟ بیضہ دینے والی یا رحم میں پرورش کرنے والی؟ مولانا سیف اللہ رحمانی کا رحجان اس بات کی طرف ہے کہ دونوں کو ماں قرار دیا جائے فرماتے ہیں:

> "اگر مرد کی ایک بیوی بیضۃ المنی حاصل کیا گیا اور دوسرے کے رحم میں پرورش وپرداخت ہوئی اور اس نے ولادت کی تکلیف برداشت کی تو ظاہر ہے کہ یہ دوسری عورت اس کی ماں ہو گی، اس لیے کہ بچہ جننے والی ہی کو ماں قرار دیا جاتا ہے لیکن چوں کہ اس پہلی عورت کا بیضۃ المنی بھی اس کی تکوین کے لیے اصل اور اساس بنا ہے اس لیے اس کو بھی ماں قرار دیا جانا چاہیے، فقہا کے ہاں بعض صورتوں میں ایسی نظیر موجود ہیں کہ ایک بچہ کا نسب دو اشخاص سے ثابت کیا جائے"[23]

لیکن مولانا برہان الدین سنبھلی اختلاف کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ماں صرف وہ عورت سمجھی جائے گی جس کے بطن سے بچے کی پیدائش ہوئی ہو فرماتے ہیں: "وہی عورت اس بچے کی شرعاً ماں سمجھی جائے گی جس کے بطن میں بچہ کی پرورش ہوئی پھر اسی سے ولادت ہوئی۔ "ان امھتھم الا اللائی ولدنھم" کے تقاضے سے۔ اس سلسلہ میں اگر کسی عورت کے بیضہ سے مدد لی گئی لیکن جنین اس کے بطن میں نہیں رہا تو وہ ماں نہ ہو گی۔ بعض فضلاء نے دونوں کو ماں قرار دینے کا رحجان ظاہر کیا ہے، لیکن شریعت میں دو ماں ہونے کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ اس لیے یہ قول لائق اختیار نہیں ہو سکتا۔"[24]

خلاصہ بحث

اسلامی شریعت کی رو سے صرف شوہر کے نطفہ سے مصنوعی بارآوری جائز ہو سکتی ہے۔ اسی طرح ٹیسٹ ٹیوب میں شوہر کے نطفے سے بیوی کا بیضہ بارآور کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح قائم مقام مادریت کے مختلف طریقوں میں سے ایک صورت یہ ہے کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہوں ایک بیوی کا بیضہ لے کر شوہر کے نطفہ سے اسے بارآور کرکے اس کی پرورش دوسری بیوی کے رحم میں کی جائے شریعت اس کی ناگزیر صورت میں اجازت دیتی ہے۔ اس کے علاوہ مصنوعی تولید کے بقیہ تمام طریقوں کو اسلامی شریعت سے سند جواز نہیں مل سکتی، اس لیے کہ ان سے اختلاط نسب ہوتا ہے اور نکاح کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اب اگر

عورت بیضہ یا رحم سے محروم ہو تو شوہر کو اور اگر شوہر نامرد ہو تو عورت کو اس سے علیحدگی اختیار کرنے کا حق حاصل ہے، لیکن اگر دونوں آپس میں اتنا گہرا جذباتی تعلق رکھتے ہیں کہ مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں سے کس کو اختیار نہیں کر سکتے تو کسی رشتہ دار یا یتیم بچے کو اپنی پرورش میں لے کر روحانی مسرت سے ہم کنار ہو سکتے ہیں۔

References

1Al-Dāhar 62: 7

2Mohammad Razī -ul-Islām Nadvī, *Takhleeq –i-Insānī kay Marāḥil aur Quran kā sā'insī 'Ajāz* (New Dehlī: Islamic Book Foundation,1994 AD),24-25

3*Al-Shūrah* 42: 49, 50.

4 Abū Mohammad Ibn 'Isā al-Tirmadhī, *Jām al-'Tirmdhī* ((Beirūt: Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, 1418), Ḥadīth no: 2038.

5Abū Abd Allāh Mohammad IbnYazīd Ibn Māja al-Qadvīnī, , *Sūnan Ibn Māja*((Beirūt: Dār al-Fikr 1414 A.H), 3 : 436.

6Āl Imrān 3 : 14.

7 Al-Kahf 18 : 46.

8 Banī Israīl 17: 176.

9Munawar Ahmed Anees , *Tawleedī ḥayātiyāt,* Mujalla Āyāt Alī Garh 1, (1990) : 123.

10Abū al-Fadl Mohsin Ibrāhīm, *Jadeed hayātiātī masā'il aur Islam,* trans. Asarār Ahmed Khan (Ali garh : Markaz Al-Darasat –ul- Ilmiyyah, 1995 AD), 59-69.

11Mawlānā Burhān-ud-Dīn Sanbhalī, *Mawjooda zamanay kay masā'il kā Shar'ī ḥal*(Dehlī: 1992 AD),182.

12Sanbhalī, *Mawjooda zamanay kay masā'il kā Shar'ī ḥal*, 184. 183.

13 Sanbhalī, *Mawjooda zamanay kay masā'il kā Shar'ī ḥal*,184- 185.

14 Anees , *Tawleedī ḥayātiyāt*, 123-125.

15Anees , *Tawleedī ḥayātiyāt*, 125.

16 Abū Dawod, *Sūnan Abi Dawod* ((Beirūt: Dār al-Fikr 1414AH) 2 : 158; Ahmad IbnHanbal , *Al- Musnad* ((Beirūt: Al-Maktab al-Islāmī, 1987 AD), 4 : 108.

17 Yousuf Al-Qardāwī, *Islam mein halāl- o-harām, trans.* Shams Pīrzāda (Mumbaī: Dār al-salfia, 1977 AD), 299. 300

18 Sanbhalī, *Mawjooda zamanay kay masā'il kā Shar'ī h*, 180-181.

19 Maahir am. Hthawat," *Qaim maqam madiyat aur islam*." Mujalla Ayāt, Ali Garh, 5, No. 1 (1994): 36.

20 Ibrāhīm, *Jadeed ḥayātiātī masā'il aur Islam*, 102.

21. Sanbhalī, *Mawjooda zamanay kay masā'il kā Shar'ī ḥal,* 182.

22 Rahmānī, *Ḥalāl-o-ḥarām*, 303.

23 Rahmānī, *Ḥalāl-o-ḥarām*, 303. 304.

24 Sanbhalī, *Mawjooda zamanay kay masā'il kā Shar'ī ḥal*, 184.